

راہ پونچا راہ نجد والی ایڈر کا گھوڑا ہر وقت مقابلہ جنگ مانتی سے چمک کر ایک غار میں جا پڑا راجہ اُس صدمہ سے مر گیا۔ اُس وقت تو کسی کو معلوم نہ ہوا۔ مگر دوسرے دن ایک لکڑیارا اُسکا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لایا بادشاہ حیران ہوا کہ یہ کس کا سر ہے اور کون اسکو پہنچا۔ آخر ایک سہیلہ نے جو پہلے راؤ پونچا کے پاس ملازم رہ چکا تھا اُس سر کو دیکھ کر سلام کیا اور آبدیدہ ہو کر کہا کہ بیشک یہ سر راجہ کی کا ہے۔ مسلمانوں نے اُس پر اعتراض کیا کہ تو ایک کافر کو اتنی قیسم سے یاد کرتا ہے۔ حق شناس بادشاہ نے کہا کہ اسکو کچھ نہ کہو اس نے نمک کی رعایت کی ہے۔

زخم کہ از خون تو گوید سخن

چوں نمک خورد بہ بند و مہن

ایسے ہی جب اہل ہند اکبر بادشاہ کے تالیف قلوب اور صلح کل برتاؤ سے بخوشی مطلع اسلام ہو کر مہات جنگ میں شاہی لشکر کے ساتھ اپنے ہمعقبوں سے صف آرا اور زبرد آزما ہوتے تھے تو حق پسند مسلمان اُنکی اس خدمت کو قبول کر کے اُسکا شکریہ ان لفظوں میں ادا کرتے تھے۔ ع

کہ ہندو مے زند شمشیر اسلام

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اس زمانہ کے زندہ دل اور روشن ضمیر مسلمان بہائی ہمارے اس مختصر رسالہ کو دیکھ کر کیا کہتے ہیں۔ گو ہم نے یہ خدمت اکابر اسلام کی کسی صلہ کی نیت سے نہیں کی ہے۔ بلکہ اظہارِ شکر کیا ہے جو کہ ضرر تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر ہمارے مسلمان بھائی ہمارے اس خدمت کی قدر کریں گے۔ تو ہمارا حوصلہ اس قسم کی نصیبتات کے واسطے اور بڑھیکہ جاکا کہ سامان اور مصالحہ ہمارے پاس بہت کچھ موجود ہے۔ فقط۔

مقام جو دھپور
۱۷۔ ماہ مارچ ۱۹۰۶ء

دیوبند پرنٹرز راجپوتانہ

رسالہ مفید انام کا آمد خاص و عام

یعنی نسخہ

اکابر اسلام

جس میں بعض اساتذہ اسلام و علماء و عظام کے شریف حالات و لطائف تصنیفات

۲۵۹

کا مختصر تذکرہ ہے

منشی بی بی رشتا و قوم کا تیسرا مؤرخ راجپوتانہ و مصنف ریاست تھوڑو چھوڑو

نے تالیف کے

افضل الفضل اللہ علیہ السلام سرپرست علماء محض خیر مراد اکرم

منشی محبوب عالم صاحب مالک پٹیہ خیار لاہور

Ref. Library

کی خدمت میں پیش کیا اور خیاب مؤرخ کو حکم دیا

بار اول ۱۹۰۴ء میں

کار خانیہ اخبار لاہور کے خادموں انتیم سٹیم پریس میں منشی محمد عبد العزیز رنجہ کے

استہام سے چھپا

قیمت ۱۰

دور بھاگتا تھا۔ اور غوث پوری سی معاش میں اپنا گزارہ کرتا تھا۔

۵۔ حکیم ابو علی سینا محدث کی کے مرنے سے تیس برس بعد پیدا ہوا تھا وہ ہر صبح منہ حکمت پر آکر بیٹھتا تھا۔ اور دو ایوں کے حقے آگے رکھ لیتا تھا پھر جو بیمار آتا اُسکو دوا دیتا۔ کہتے ہیں کہ جب تک کہ ۱۰۰ بیماروں کا علاج نہ کر لیتا تھا کھانا کھانے کو نہیں اُٹھتا تھا۔ اُسکو جو کچھ حاصل ہوتا تھا وہیں خرچ کر دیتا تھا۔ اُس نے ایک بیمار خانہ بنایا تھا۔ اُس میں مریضوں کے آنے کی روزانہ اوسط چار سو تھی اور اچھے ہو کر جانے والوں کی تین سو۔ اُنکو کھانا کپڑا اور دوا جب تک کہ وہ رہتے تھے سب ابو علی کی طرف سے ملتا تھا اور جاتے وقت جسکے پاس نہیں ہوتا اُسکو خرچ اور سواری بھی دیتا تھا اور کچھ دور پہنچانے بھی جاتا تھا۔ اور جس کو جس دوا سے آرام ہوتا تھا وہی دوا بھی اُسکو حقہ میں بھر کر دیدیتا تھا تاکہ پھر کبھی جو مرض عود کرے تو کام آئے تمام عمر اُسکا یہی کام تھا اور اسی سبب سے اُسکو شیخ الرئیس کہتے ہیں۔

۶۔ ابن علی بن حکم بغدادی۔ اس نے بہت کتابیں تصنیف کی تھیں مگر سب پانی میں ڈبوئیں اور ایک نسخہ جو راوہ ایسا تھا کہ کوئی اُسکو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ ۷۔ ابو القاسم عبدالرحمن نیشاپوری۔ ۸ برس کا ہو کر مرادہ کہا کرتا تھا کہ طبیعت حقیقی وہی ہے کہ جو اپنے نفس کا معالجہ و فتنائل اور کمالات سے کرے۔ جس سے کہ نفس کو چھوڑ کر خیر کا معالجہ کیا اُس نے کچھ نہ کیا۔

۸۔ محمد خیرا ہم نیشاپوری بڑا عالم تھا۔ لغت۔ فقہ اور تورات میں خوب جانتا تھا اُسکے عربی فارسی و اشعار اور رباعیات بہت مشہور ہیں اُسکو سلطان ملک شاہ سلجوقی نے اپنی صحبت میں رکھا تھا اور ندیم مجلس بنایا تھا۔

۹۔ علی ابن ساعدک حصار سی سائنس برس میں اندام ہو گیا تھا تاہم علم منطق نجوم و سائنس پڑا اور قرآن حفظ کیا۔ وہ ذرا کچھ کمال کرتا تھا اور رباب دولت کو بیٹھتا تھا۔

تذکرہ اکابر اسلام

شکر حق واجب بود از بہر نعمت ترا
تا بسبب از حق نعمت ساد و این منت ترا

ایہا الناظرین ! ہم نے جو اکابر اسلام کے دم قدم قلم اور درم سے فیض پایا ہے اسکے تذکرہ میں یہ چھوٹی سی کتاب لکھی جاتی ہے جس میں بعض اکابر اسلام کے فضل و کمال کا مختصر تذکرہ ہے۔ اس سے معلوم ہو گا کہ یہ لوگ اپنے اپنے عہد میں کیسے کچھ خیر جسم عالم بائبل اور سرا پا کرہم تھے۔ اور انکی ذات بابرکات سے کس قدر فیض الہی عالم کو پہنچتا تھا۔

یہ ایک فطرتی انسانی خاصہ ہے کہ جو شخص جس سے کچھ فیض پاتا ہے وہ کچھ نہ کچھ اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اور یہ متاثر ہونا ہی انسان کو حق شناسی کی تعلیم دیتا ہے اور اسکی طبیعت میں ایک مستحکم نقشِ محسن کی عورت اور محبت کا قائم کرتا ہے جس کا نشان وقت پر مٹوٹ اور مشکوری کی صورتیں از خود ظاہر ہو جاتا ہے کسی تحریک کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہاں ایک نیا نئی حکایت قابل ذکر ہے :

سلطنت میں گجرات کے بادشاہ سلطان احمد نے ایڈر کے اور پٹنہ کشی کی تھی

۱۷ فروری ۱۸۵۷ء کو ہمارے آثارِ نعمت حضور پر نور ہمارا دوسرا درگاہ ہار دہلی ریاست جو دھچہ رسکے چچا اور مصاحب عالی ہمارا راج دہراج کرنل سر پتیا بنگلہ جی سی ایس آئی جی ایڈ پٹنہ لک علی حضرت امامتِ عظمیٰ عالم ایڈر دروہنم شاہ انگلستان و شاہنشاہ ہندوستان مبارکین ہوئے

آتشیں لشکر کے حساب سازیراق بھی آتشی تھا خان کے ڈیرہ میں حاجی
کیا جس سے خان کو بڑی وحشت ہوئی۔ وزیر نے رخنہ پا کر عرض کی خدیوہ
سلامت عجب نہیں کہ وہ سلطنت کی طمع کرے۔ خان نے انکو قید میں کر دیا۔
اسکو قید کر دیا اور وہ قید ہی میں تین برس تیر کر کے مر گیا۔

۱۳۔ خواجہ نصیر الدین طوسی علامہ عصر تھا۔ ہاکو خان اسکی بڑی عزت
کرتا تھا۔ اسکی تصنیفات سے کتاب خلاق نامہری مشہور ہے۔ پنج فانی
بھی اسی کی صلاح سے لکھی گئی ہے۔ وہ ۷۰۰ میں مرا۔

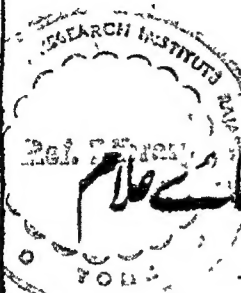
۱۴۔ قطب الدین علامہ شیرازی شیخ سعدی کلہا نجہ تھا اس نے بہت
سی کتابیں مختلف علموں میں تصنیف کی ہیں۔ از انجملہ شرح حکمت اشراق
منفی الحکمت۔ و التاج شرح مختصر اصول اور شرح مفہام سکاکی ہے۔
اور علاوہ ان میں علم منطق وغیرہ میں بھی کتابیں لکھی ہیں۔

۱۵۔ ملا سعد الدین اسفہر آسودہ تھا کہ بادشاہ کی صیافت میں بھی اسکو کوئی
چیز مستغار منگوانے کی حاجت نہیں پڑتی تھی۔ سلطان محمد شاہ جو نے
اُسکے پاس درخاست ہندوستان میں آنے کی بھیجی۔ مگر اُس نے قبول
نہ کی۔ اور صرف ایک کتاب اپنی بتائی ہوئی اُسکے واسطے بھیج دی۔

۱۶۔ فخر الدین رازی بہت سی تصانیف کا مصنف تھا۔
۱۷۔ ملا سعد الدین بھی علیٰ ہذا القیاس اور کتاب مطول علیم معانی میں
اسی کی تصنیف ہے۔

۱۸۔ شیخ بہاؤ الدین محمد عالمی جامع علوم عقلی و نقلی تھا وزیر عامل علوم
عجیبہ۔ شاہ عباس صفوی صفائی اسکی بہت عطا کرتا تھا۔ ایک دن اس
نے بادشاہ سے دو روزہ جلوس کی سفارش کی کچھ اشراف ہوا۔ لوگوں کو شک
میں لیجا کر چوڑا ہوا اور کہہ کہ اگر شاہ پوچھے تو کہہ دینا کہ میں نے یہاں
کے لئے نہیں بلکہ خود بادشاہ کے پاس جا کر یہ لکھنا چاہتا تھا۔

اکابر اسلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول در ذکر بعضی حکماءِ علام

۱۔ **حنین بن اسحاق** یاسون اور عظیم خلیفوں کے عہد میں ایک مشہور مترجم تھا اس نے ارسطو اور افلاطون کی بہت سی کتابوں کو یونانی سے سریانی اور عربی میں ترجمہ کیا ہے۔

۲۔ **محمد بن یزید** اہل میں انگریز تھا پھر کیمیا گری میں مشغول ہوا اسکی بینائی میں نقصان آگیا تھا۔ اسنے ایک طبیب کے پاس معالجہ کے واسطے گیا۔ طبیب نے کہا کہ میں تو بغیر پانسو دینار سے علاج نہ کروں گا۔ محمد نے ناچار اسے طبیب سے کہا کہ دیکھ کیمیا یہ ہے۔ وہ نہیں ہے کہ جسکے واسطے تو محنت کر رہا ہے۔ محمد نے کیمیا چھوڑ کر طب پڑھنی شروع کی۔

۳۔ **ابوالفتح بن بہام** بڑا طبیب تھا اسکو بقراط فہمی اور محمود الارض کہتے تھے۔ وہ غریبوں کے معالجہ کے لئے تو پیادہ ہی چلا جاتا تھا اور امیروں کے یہاں بغیر سواری کے نہیں جاتا تھا۔ ایک دفع سلطان محمود غزنوی نے اپنے علاج کے لئے اسکو بلایا۔ اُس نے عذر کیا تو جبراً اسے کا حکم دیا لوگ اسکو گھوڑے پر چڑھا کر لیجاتے تھے کہ راستہ میں گرا اور مر گیا۔

۴۔ **محمد بن کبیر** مسلمانوں میں مثل اسکے کوئی حکیم نہ ہوا وہ دو ہشتادوں

اسکی تصنیف سے ہے۔

۳۳۔ شیخ محمد الدین بغدادی شہر خوارزم میں وعظ کیا کرتا تھا۔ سلطان خوارزم شاہ کی ناں بھی اُس مجلس میں حاضر ہوتی تھی۔ دشمنوں نے ایک رات کو جب سلطان نشہ میں بے خود تھا یہ ماجرا دوسری طرح سے اُسکے ذہن نشین کیا۔ سلطان نے کہا کہ شیخ کو دجلہ میں ڈبو دیں۔ اُس وقت شیخ نے یہ رباعی کہی۔

در بحر محیط غوطہ خواہم خورون یا غرق شدن یا گوہرے آوردن
کار تو مخاطرات خواہم کردن یا سرخ کنم روے ز تو یا گردن

کہتے ہیں کہ شیخ کا ڈوبنا باعث زوال سلطنت سلطان کا ہوا۔ چنگیز خان کا خروج اور دوسرے حادثہ اسی کے وبال سے سمجھے گئے ہیں۔

۳۴۔ شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری شیخ محمد الدین کامرید تھا۔ اس نے تذکرۃ الاولیاء منطلق الطیر الہی نامہ۔ اسرار نامہ تصنیف کیا ہے۔ ۷۲۰ھ میں تاتاریوں کے ماتھے شہید ہوا۔ اُس وقت اُس کی عمر ۱۱ برس کی تھی۔

۳۵۔ شیخ محی الدین عربی۔ اس نے اصول اور فروع میں پانسو اور کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے فتوحات اور قصص ہیں۔

۳۶۔ مولانا جلال الدین رومی ۷۶۰ھ میں ہرقام بلخ پیدا ہوا اور ۸۰۷ھ میں وفات پائی۔ اسکی مثنوی مشہور ہے جسکو مثنوی مولانا روم اور مثنوی معنوی بھی کہتے ہیں۔ یہ حسام الدین نام ایک مرید کی فرمائش سے تصنیف ہوئی ہے۔ مولانا تنہا ہی پسند تھے۔ ایک دن ایک درویش نے انکی خدمت میں جا کر کہا کہ اکبلا کیوں بیٹھا ہے۔ مولانا نے کہا کہ اب اکبلا ہوا کہ تو نے شغل حق سے باز رکھا ہے۔

۳۷۔ میر حسین حسینی صاحب حال و قال تھے۔ کتاب کثر الرموز منہج الارواح

۱۰۔ ابو علی الحسین اسکو شمس الدولہ دیلمی نے اپنا وزیر بنایا تھا۔ شمس الدولہ
میں دریا بہا حکیم ہے کہ جس نے خدمت ملوک اختیار کی وہ نہ ملے حکیم اپنے
کو بادشاہوں سے عالیقدر سمجھ کر انکی خدمت نہیں کرتے تھے۔

۱۱۔ شیخ شہاب الدین حکمت اور تقوف میں بیحد مہر تھا۔ کسی نے اُس سے
پوچھا کہ تم افضل ہو یا ابو علی۔ کہا کہ حکمت میں تو برابر ہیں مگر کشف میں زیادہ
ہوں۔ شیخ کی تصنیفات حکمت اور تقوف میں بہت ہیں اور نادر۔

۱۲۔ پوسٹ سکا کی مشہور عقلا بر زمان سے تھا۔ اُس نے کتاب خصال معلوم
علم ادب میں تصنیف کی ہے۔ اُسکو چار دواور علم شیرخاںات میں بڑا دخل تھا۔

چغتئی خان کے وزیر عدو حبس نے اسکی ترفیع و مبارکشاہی میں بہت کچھ کی جبکہ
خان اُسکا معتقد ہو گیا۔ ایک دن بہت سے کلنگ آسمان میں اڑے جاتے
تھے خان نے سکا کی سے کہا کیا ان میں سے دو تین زمین پر اتار سکتے ہو

اُس نے کہا ہاں۔ آپ جس خس کو کہو۔ خان نے تین کلنگوں کی طرف اشارہ
کیا۔ سکا کی نے فوراً ایک منڈل زمین پر کھینچا اور وہ تینوں کلنگ چکر کھا
ہوئے زمین پر گرے۔ خان کو اور بھی اُسکا اعتقاد ہو گیا۔ سکا کی سے

روایت کرتے ہیں۔ بچے وہ کہتا تھا کہ ایک سال بغداد میں میں نے خلیفہ
اور وزیر کی کدورت سے آگ کو تین روز تک ایسا پاندہ دیا تھا کہ وہ کسی
طرح بھی نہیں سلگتی تھی۔ اس سے مخلوق تنگ آ گئی اور خلیفہ نے جسے عاجزی

کی کہ آگ کو کھول دے میں نے کہا اس شرط پر کہ آپ منادی کریں کہ یہ حکام
سکا کی کا ہے اور وزیر کو نرسک پر بوسہ دے۔ آخر ایسا ہی کیا گیا۔ سکا کی
نے ایک دن چغتئی سے کہا کہ مجھ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وزیر پر کچھ آفت نازل

ہے۔ مبادا اُسکا آخر آپ کو ہو نیچے۔ اور اس طرح وزیر کو موقوف کر دیا۔ اور ایک
برس بعد سفارش کر کے چھ بحال کرایا۔ مگر وزیر نے اس بات کا کینہ اپنے دل
میں رکھا۔ خفا کا رانہ لڑائی میں سکا کی نے ستارہ مریخ کو تسخیر کر کے ایک

۳۵۔ قطب محی شیرازی۔ شاہ طہاسپ صفوی کے عہد میں تھا۔ عالمگیر بادشاہ اُسکے مکاتبات کو بہت پڑا کرتے تھے۔ یہ شتر اُسکا ہے۔
 وداع میکنم و میر و زویدہ و دل
 بروئے چہرہ زروم شتر تک گلناری

فصل دوم در ذکر نبض از مشائخ کرام

۱۔ شیخ برہان۔ اچھا درویش تھا۔ عالمگیر بادشاہ ایام شانہزدگی میں اکثر اُس سے ملا کرتے تھے۔ اور عاقل خان نے جو اُسی وقت میں اُس کا مرید ہوا تھا ایک کتاب اُسکے ملفوظات میں ثمرات الحیات نام لکھی ہے۔
 ۲۔ ملا شاہ بدخشی۔ جاڑوں میں لاہور اور گرمی میں کشمیر نکرتا تھا۔ شاہزادہ داراشکوہ کو اُسکا بڑا اعتنا و تحفا۔ ایک دفعہ شاہ جہان بادشاہ ہی اُسکے مکان پر گئے۔ سب جلو سی عالمگیر میں مر گیا۔ عارف تھا۔ اور اشعار موصفا کہتا تھا۔

۳۔ شیخ عبدالرحمن بھی مشائخ میں سے تھا اور اُس نے ایک کتاب مرآت الاسرار نام مشائخ مقصدین اور متاخرین کے حال میں لکھی ہے۔
 ۴۔ شیخ دولابگراتی۔ اہل پنجاب اُسکے بہت معتقد تھے۔ بہت سب آدمی اُسکے ہاؤر چچانہ سے کھانا پاتے تھے۔ اُس نے بہت سارے وحشی جانور اور چرند و پرند جمع کئے تھے۔ مثل۔ ہاتھی۔ شیر۔ فتر اور بڑ وغیرہ اور ان سب کو اُسکے ہاؤں سے خوراک ملتی تھی۔ گجرات اور لاہور کے راستہ میں ایک بڑا لبالب بنایا تھا۔

۵۔ شیخ بامزید افغان۔ کوچہ و بازار میں تنگے سر اور تنگے پیر پہر کرتا تھا۔ جمہ کو بادشاہ کے پاس جاتا تھا۔ اور محتاجوں کی بامیت عرفی کر کے اُسکے کام بکھواتا تھا۔

نظر سے ہوئے ہیں اور وہاں ایک عجیب باغ بھی ہے۔ شاہ سواری کر کے
 شکار گاہ میں گیا۔ اُس نے وہاں کبھی باغ دیکھا تھا اور نہ درویش۔ اب
 دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ باغ میں گیا اور درویشوں سے پوچھا کہ کب سے
 تم نے یہاں سایہ ڈال لیا ہے۔ انہوں نے کہا تیس سال سے۔ شاہ نے جو یہ سنا
 تو اور بھی حیرت ہوئی اور بہت سارے پیہ ان کی نذر کیا۔ دوسرے دن شیخ
 کو لے کر پھر وہیں شکار کے واسطے گیا تو نہ باغ دیکھا نہ درویش۔ بولایا شیخ
 یہ کیا تھا۔ شیخ نے کہا جب تک کہ تم اس قسم کی کوئی چیز نہیں دیکھتے ہو
 کسی کو کچھ نہیں دلاتے۔ جب شاہ کو وہ حال معلوم ہوا تو شیخ کا اعتقاد اور
 اُسکو بڑھا۔ شیخ کی تصنیفات بہت ہے جس میں سے خلاصۃ الحجیات اور مثنوی
 نان و خلوا اور شیر و فلک زیا وہ مشہور ہیں۔ یہ رباعی شیخ کے نتیجہ فکر سے ہے
 از خان فلک فرض کچھ بیش مخور، انگشت عمل مخواہ و صدیش مخور
 از نشت الوان شہاں دست بدار، خون دل صد ہزار درویش مخور
 ۱۶ مثال سنہ ۷۷۰ کو شیخ کی وفات اصغہان میں واقع ہوئی۔

۱۵۔ محمد غزالی القب حجتہ الاسلام اس نے بہت کتابیں تصنیف کی ہیں مثل
 احیاء العلوم کیسیاے سعادت و جواہر القرآن و تفسیر یا قوت التاویل چالیس
 جلدوں میں۔ اور مشکوٰۃ الانوار وغیرہ۔

۲۰۔ احمد غزالی محمد غزالی کا بھائی تھا اسکی بھی لمعات وغیرہ چند معبر اور
 مشہور کتابیں بنائی ہوئی ہیں۔ اور یہ رباعی اسکی طبع زاد ہے۔

ہموارہ تو دل زربودہ معذوری غم ایچ نہ آزمودہ معذوری
 من بے تو ہزار شب بخوں در بوم تو بے توشے نبودہ معذوری
 ۱۷ شیخ نظامی گنجوی اسکی تصنیفات سے خمسہ مشہور ہے ۷۸۵ھ میں
 بمصر ساٹھ سال کے قضاکی۔

۲۲۔ خواجہ یوسف ہمدانی۔ شیخ وقت تھا اور کتاب مبارک السالکین سنہ ۷۸۵ھ

۵۔ قاضی نظام بخشی بڑا عالم تھا۔ سکوکبر بادشاہ نے غازی خان کا خطاب دیا تھا۔ اسکی تصنیفات بہت ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے اکبر بادشاہ کے واسطے سجدہ تجویز کیا۔ ملا عالم کابلی کو بڑا منوس تھا کہ میں ہر سجدہ کا مترع نہ ہوں۔ قاضی نظام بخشیؒ میں ستر برس کا ہو کر مرا۔

۶۔ شیخ معین لاہور کا قاضی تھا اور بہت نیک محضر اور خدا ترس جو کوئی اسکے پاس مقدمے کر آتا تھا تو اس سے عاجزی اور منت کرتے کہتا تھا کہ تم آپس میں صلح کر لو۔ تاکہ میں تمہارے درمیان ماخوذ اور شرمندہ نہ ہوں۔ وہ مدعی اور مدعا جلد سے کہا کرتا تھا کہ تم دونوں واقف ہو اور مجھ نا واقف کو واقف سے کام لیا ہے پس مجھ کو شرمندہ ور گاہ اگہی مت کرو اور آپس میں سمجھ کر اپنا فیصلہ کر لو۔ وہ اپنی مدد و معاش کی تمام آمدنی کاتبوں کو دیتا تھا اور ان سے کتابیں لکھوا لکھوا کر طالب علموں کو بخشتا تھا۔ اس طرح اس نے ہزاروں کتابیں شایعین علم کو تقسیم کر دی تھیں۔ ۹۰

میں مر گیا۔

۷۔ شاہ فتح الدین رزمی علوم عقلی و نقلی و نیر نجات طلسمات اور جبر و تقیل میں کیتا تھا۔ اکبر بادشاہ نے تعریف سکر عادل خان بیجا پوری کے پاس سے بلایا۔ فتح پور میں خان خانان اور حکیم ابوالفتح پیشوا کی نگر کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ عہد الملک کا خطاب اور منصب وزارت و شراکت راجہ بڈاؤر کے بلا۔ سجاالت سفر کشمیر میں مر گیا۔ یعنی نے اسکے مرثیہ میں کہا ہے۔

شہنشاہ جہاں را در وفاتش ویدہ پریم شد

سکندر اشک حسرت ریخت کا فدا طوں عالم شد

۸۔ شیخ مبارک ناگوری بڑا عالم و فاضل تھا اس نے ایک بڑی تفسیر قرآن کی شیل تفسیر کبیر کے چار جلدوں میں نقائس الحیون نام تصنیف کی ۱۰۰۰ میں بمقام لاہور فوت ہوا۔ اس نے اکبر بادشاہ کو ایک محضرایت اختیارات

روح الارواح صراط المستقیم اور زاد السافریں انکی تصنیفات سے ہیں۔ اُس نے کہا ہے جس نے کہ اپنے آپ کی بجز معنی کو عبور نہ کیا۔ اُس کا انتقال ششہ چری میں ہوا۔

۲۸۔ ابو الدین اصفہانی شاعر اور اہل دل تھا ایک مثنوی حدیث حکیم ثانی کی طرز پر کہی ہے جس کا جام جم نام رکھا ہے اور اُس کے خاتمہ میں کہا ہے۔
چوں زنا رخ برگزستہ فال منتصبر رفتہ بووسی و بسر سال

۲۹۔ نصیر بخشی۔ اس نے بہت کتابیں تصنیف کی ہیں ششہ میں فوت ہوا۔
۳۰۔ میر سید علی بن شہاب الدین سہرانی۔ اس نے ذخیرۃ الملوک وغیر کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ قطب الدین حاکم کشمیر کے عہد میں کشمیر کو گیا۔ اور بہت عزت پائی۔

۳۱۔ خواجہ جس الدین حافظ شیرازی کسی کا مرید نہ تھا۔ انکا دیوان مشہور ہے اسکو لسان الغیب اور زرجان الاسرار کہتے ہیں۔ اسکی وفات ششہ میں واقع ہوئی۔

۳۲۔ شیخ کمال خجند۔ اسکے اشعار بہت فصیح ہیں ششہ میں مرا۔ اسوقت اسکے چہرہ سے سوائے ایک بوریہ اور ایک پتھر کے کہ جبکو سر کے نیچے رکھ کر سوتا تھا اور کچھ نہ نکلا اُسکی لوج مزار پر یہ شعر کندہ تھا۔

ہر اور با کمال از خانہ رفتی ہزاراں آفریں مردانہ رفتی
مولانا جامی نے بہارستان سخن میں لکھا ہے کہ صحبت کمال بہ از شعرا و
و شعر حافظ بہ از صحبت او۔

۳۳۔ شاہ نعمت الدولی۔ انکی تصنیف پان سو کتاب اور کئی رسالے ہیں ششہ میں قضا کی۔

۳۴۔ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی۔ اسکا کلام بہت شیریں ہے۔ بادشاہ
نہاں بڑی قدر کرتے تھے۔ ششہ میں وفات پائی۔

۱۱۔ ملا عبد القادر شیخ مبارک کاشاگر دھوا اور ۲۰ برس تک شیخ فیضی اور ابو الفضل کی صحبت میں رہا۔ مگر یہ سبب مخالف مذہب کے انکی بڑی ہجو اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھتا ہے۔ ایسے ہی اکبر بادشاہ کا بھی بہت سا حال بے محابا اس کتاب میں لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ نے اسکی بابت اس کے بیٹوں سے بہت مواخذہ کیا تھا۔ علاوہ منتخب التواریخ کے ملا عبد القادر نے مہابھارت۔ رامائن اور سنگھاسن بتیسری کافیا میں ترجمہ کیا ہے اور اس کے سوا سہ جامع رشیدی اور سراج المنار کا انتخاب بھی۔ اسکو نظم۔ نثر۔ عربی۔ فارسی۔ نجوم۔ حساب اور نعمات شہدی اور ولایت میں بھی بڑا دخل تھا۔

۱۲۔ ملا میرک شطرنجی۔ عبد الدفان اور عبد المومن خان سپہ داران نوزان کے ساتھ شطرنج کھیلا کرتا تھا اس سے شطرنجی مشہور ہو گیا۔ ایک دفعہ حالت شطرنج بازی میں ایک لطیفہ بے اختیار اسکی زبان سے نکل گیا جس سے خان نے ناراض ہو کر اسکی ناک کاٹ لی وہ ہندوستان میں آیا۔ اکبر بادشاہ نے اسکی فضیلت اور قابلیت سے خوش ہو کر اپنے حکیموں اور جراحوں کو حکم دیا کہ ہولانا کا یہ عجیب دو کر دیں انہوں نے اسکی ناک ایسی درست کر دی کہ سوائے ایک خط کے اور کچھ نشان ظاہر نہ تھا۔

۱۳۔ ملا علاؤ الدین لاہوری۔ اپنے وطن سے آکر ہندوستان میں بڑی عزت سے دربار میں بلایا۔ وہ بعد سلام طرف راست جا کر خان عظیم کے اوپر کھڑا ہو گیا۔ میر توڑک نے آکر مولانا سے کہا کہ تم فاضلوں کے زمرہ میں کہلے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ اگر ایک عالم جاہلوں کے اوپر کھڑا ہو چاہے تو کیا ہوتا ہے۔ یہاں عالم کی عزت نہیں ہے۔ مرد غیب اس ملک میں آکر بچپنس گیا۔ بادشاہ نے چار ہزار ٹکڑے کی جہانگیر اسکی سبیل

فصل سوم در ذکر برخے از علمائے عظام

۱۔ مولانا عبد القدر بڑا عالم تھا۔ شیر شاہ بادشاہ نے صدر الاسلام ہالون بادشاہ نے شیخ الاسلام اور اکبر بادشاہ نے محذوم الملک کا خطاب اُسکو دیا تھا۔ اُس نے کتاب کشف الغمہ بنائی تھی۔ اخیر میں اکبر بادشاہ نے اسکو مکہ کی طرف نکال دیا تھا۔ جب واپس آیا تو ۹۹۱ھ میں بادشاہ کے اشارہ سے ماریا گیا۔ اُسکے گھر سے کئی خزانے اور دینی نکلے جو رشوت سے جمع کئے تھے اور اُسکے گورخانہ سے سونے کی اینٹیں بڑا مد ہوئیں۔

۲۔ قاضی صدر الدین قریشی محذوم الملک کا شاگرد تھا اور عجیب حفظ رکھتا تھا۔ کہ جس کتاب کو ایک دفعہ پڑھتا یا دیکھتا تھا وہی پھر اُسکے صفحہ کے صفحے پڑھ دیتا تھا۔ اکبر بادشاہ کی مجلس میں اُسکی بڑی عزت تھی۔

۳۔ شیخ سعد اللہ لاہوری۔ اکثر قبروں میں جا کر سو جایا کرتا تھا۔ اور کتب نفوذ کے دیکھنے سے بہوش ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ اکبر بادشاہ نے اسکو بلا کر کئی باتیں پوچھیں۔ اُنیں ایک یہ بھی تھی کہ خدا کیونکر ملتا ہے اُس نے کہا مشکل۔ جیسے فقیر الی دولت سے۔ مگر جب اُس طرف سے ہوئی ہے تو جلد ہی جا ملتا ہے۔ بادشاہ نے اُسکو رخصت کر کے فرمایا کہ ازیں مرد بولے سلف بے آید۔

۴۔ شیخ عبد الباقی اولاد نام ابو حنیفہ سے تھا۔ اکبر بادشاہ اُسکی بہت عزت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ اُسکی چوتیاں بھی سیدھی کی تھیں اور تمام کام شریعت کے اُسکی اُسکے سے ہوتے تھے۔ مگر وہ متعصب بہت تھا۔ اور یہی سبب اُسکے اخراج کا کہ کی طرف ہوا۔ واپس آیا تو اُسکے اوپر بہت رویہ کا مظاہرہ کیا۔ پھر سے میں قید ہوا۔ وہیں ۹۹۶ھ میں مارا گیا۔

۱۹۔ شیخ عبدالحق دہلوی۔ بہت بڑا عالم تھا ۹۹۶ھ میں مکہ اور مدینہ جا کر علم حدیث کو اُس نے مکمل کیا۔ اور پھر وطن میں آکر ایک سو ایک کتابیں تصنیف کیں۔ از انجملہ شرح سفر السعادت۔ شرح مشکوٰۃ غوثی و فارسی اور اخبار الاحیاء و ترجمہ تاریخ مدینہ طالب علموں کے واسطے زیادہ مفید ہیں۔

۲۰۔ مولانا عبد اللطیف سلطانپوری۔ عالمگیر بادشاہ کا اُستاد تھا۔

۲۱۔ حکیم میر باقر شرم گیلانی۔ یہ بھی شاہ عالمگیر کو پڑاتا تھا۔

۲۲۔ ملا محی الدین۔ اس نے بھی بادشاہ موصوف کو بارہ برس پڑایا تھا

۲۳۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔ جب شاہ جہان بادشاہ کے دربار میں آتا تھا۔ اُسکو بہت سارے پیہ ملتے تھے۔ دو بار بادشاہ نے اُسکو روپیہ برابر

بھی لوٹ کر وہ روپیہ اُسی کو بخش دیا تھا۔ اُس نے بادشاہ موصوف کے نام

پر بہت مفید اور کارآمد کتابیں بنائی ہیں۔ از انجملہ حاشیہ بر بیاضی

حاشیہ مطول اور حاشیہ حبالبی وغیرہ ہیں۔

۲۴۔ حاجی محمد سعید بڑا فضل اور قناعت پیشہ تھا۔ ہر چند کہ شاہ جہان

بادشاہ نے اُسکو بلایا اور ملا عبدالحکیم اور سعد الدخان وزیر کو بھیجا۔ مگر

اُس نے ملازمت قبول نہ کی۔

۲۵۔ میر شیخ ہروی۔ خراسان سے ہندوستان میں آیا اور شاہنشاہ دارا

کا معلم رہا۔ دو ہزاری منصب تک ترقی بھی کی۔ اور عالمگیر بادشاہ کے عہد میں

توسہ ہزاری منصبدار اور صدر اعظم بھی ہو گیا تھا۔

۲۶۔ شیخ نور الحق عبدالحق کا بیٹا فضل اور محدث تھا اور ناظم و ناظر بھی۔

صحیح بخاری کی اُس نے شرح لکھی تھی۔ سترہویں نوے برس کا ہو کر

مرا۔ یہ رباعی اُسکی بہت مشہور ہے۔

در شیبوہ ہدماں میں دہر خلفا گویم رمزے اگر نگیری بگذاخت

ملکی و مذہبی کے نگہ دیا تھا جس سے علما اور مشائخ کا زور و بار شاہی میں بہت گہٹ گیا۔ اور بادشاہ کو آزادی کے ساتھ اپنے آئین اور قانون چلانے کا موقع ملا۔ اسکے بیٹے شیخ فیضی اور ابوالفضل تھے۔

۹۔ شیخ فیضی بڑا شاعر تھا۔ اکبر بادشاہ نے ملک الشعرا کا خطاب دیا تھا جب چھوٹے بہائی ابوالفضل کو علامی کا خطاب ملا تو فیضی نے بھی علامی کے وزن پر اپنا خطاب بنوا دیا۔ اس نے ایک سو ایک کتابیں تصنیف کیں۔ ان کا جملہ تفسیر بے لفظ سوا طع الاہام اسکے فضل و کمال پر حجت قاطع ہے۔ اور مثنوی نادمین اور دیوان شاعری میں دلیل ساطع ہے۔ یہ دو شعر نادمین سے ہیں۔

نکل گفت کہ اے طیب نادان رنجم مفرایے بامداداں
آگاہ نہ تپ و دروں را نشر چہ زنی رگ جنوں را

اسیان کے بادشاہ شاہ عباس صفوی نے فیضی کی تعریف سن کر اکبر بادشاہ کے ایلچی سے چاہا کہ کوئی شعر اسکا یاد ہو تو پڑھے۔ اس نے یہ شعر پڑھا۔

بانگِ قلم و بریں شیتار بس معنی خفہ کردہ بیدار

شاہ نے بہت پسند کیا۔ فیضی سکتہ میں مرض عینق النفس سے مرا۔

۱۰۔ شیخ ابوالفضل بڑا زبردست منشی تھا۔ اکبر بادشاہ نے اسکو علامی بہائی کا خطاب دیا تھا۔ اکبر نامہ آئین اکبری اور منشیات ابوالفضل اسکی تصنیف سے بڑے معرکہ کی کتابیں۔ اسلئے میں شانہ زادہ سایم عرف جہانگیر بادشاہ نے اسکو دکن سے آتے ہوئے راہِ بر سنگریو بندیلہ کے ماتھے سے مروا ڈالا۔ بادشاہ کو اسکے مارے جانے کا نہایت ہی سخت صدمہ پہونچا۔ فرمایا کہ اگر شانہ زادہ کو بادشاہت کرنی تھی تو بجکومار نا اور شیخ کو رہنے دینا۔ شیخ اخیر میں وزیر ہو گیا تھا۔ اور دکن کی مہم میں اس نے بڑی بہادری سے فتوحات کی تھیں۔

۳۴۔ ملا جامد جو پوری بہ بھی فتاویٰ عالمگیری کے کام میں شامل تھا۔ اور بننا ہزارہ محمد اکبر کو بڑھاتا تھا۔

۳۵۔ ملا اکرام لاہوری۔ تسانہ زوہ کا بخش کا معلم تھا۔ ایک چہارم حصہ فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب اور تالیف اسکے متعلق بھی تھی۔ وہ ۹۴۰ھ میں ستر برس سے زیادہ عمر پا کر بنگام اورنگ آباد فوت ہوا۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کہتا تھا کہ لاہور میں ملا سنجی کے بیٹے اکرام کے برابر کوئی فاضل نہیں ہے۔

فصل چہارم در ذکر نختے از خوشنویسان خوش کلام

۱۔ ابن مقلہ مقدر خلیفہ عباسی کا وزیر تھا اور بڑا خوشنویس خلیفہ نے اسکو ایک جلی خط لکھنے کی غلت میں ملزم کر کے ۳۲۷ھ میں اس کے ماتھ کٹوا ڈالے تھے۔ تو وہی وہ پونچھ سے قلم باند مگر لکھتا تھا۔

۲۔ ابو الحسن علی ابن بلاں ہر جہ خط یعنی ثلث۔ توقیع۔ محض۔ نسخ۔ ریحان اور رقاع کو خوب لکھتا تھا۔

۳۔ یاقوت۔ یہ بھی چھوٹ خط بہت اچھا لکھتا تھا۔ مستعصم خلیفہ عباسی کا غلام تھا۔ ۶۹۰ھ میں فوت ہوا۔

۴۔ شیخ احمد سہروردی یاقوت کاشاگر ورثید تھا اور فن خطاطی پر کامل مانا گیا ہے۔

۵۔ مولانا مشہدی۔ ایضاً

۶۔ مبارک۔ اسکو خوشنویسی سے زیریں قلم کا خطاب ملا تھا۔

۷۔ ارغون کابلی۔ ایک اچھا خوشنویس یاقوت کے شاگردوں میں سے تھا۔

۸۔ میر بکھی۔ یہ یاقوت کاشاگر و تھا اور بڑا خوشنویس۔

۹۔ میر علی تبریزی۔ میر تیمور کے عہد میں تھا۔ اور سب خوشنویسوں کے فوق

میں وہی اور وہ وہیں مرا۔
۱۴۔ شیخ الہد اولنگر خانی اکبر شناسی نامی فاضلوں میں سے تھا۔ اور کسی پاس نہیں جاتا تھا۔ لمبر لوگ امتحان کے واسطے راتوں کو روپڑا کے صحن میں ڈلوادیتے تھے صبح کے وقت اُسکے متعلقان خانہ اُسکے پاس لیجاتے تھے۔ وہ پتہ لگا کر جبکہ ہوتا تھا۔ اُسکے گھر پہنچا دیتا تھا۔ اُس نے اپنے گھر میں کئی چمکیاں بنائیں تھیں۔ محلہ کی عورتیں آکر آٹا پیس لیجاتی تھیں جسکی اجرت سے اُسکے بال سچوں کا گزارہ ہوتا تھا۔

۱۵۔ شیخ منور لاہوری اکبر بادشاہ کی درگاہ میں بہت عزت سے رہتا تھا۔ اُس نے شرح مشارق الانوار شرح بدیع البیان اور شرح رسالہ قاضی لکھی ہے۔

۱۶۔ مولانا میر کلان محدث اکبر بادشاہ کے عہد میں ہرات سے سندھ وستان میں آیا۔ جہاں گیارہ بادشاہ اُس سے پڑھا تھا۔

۱۷۔ قاضی نور الدین شہسدری حکیم ابو الفتح کی معرفت اکبر بادشاہ کی خدمت میں پہنچ کر لاہور کا قاضی ہوا۔ جب وہاں سے معزول ہو کر درگاہ میں آیا تو ایک دن ایک کلمہ اُسکی زبان سے نکل گیا جو موافق مزاج بادشاہ کے نہ تھا۔ بادشاہ نے اُسکو خاردار کوڑوں سے پٹا کر مروا ڈالا۔ اُس نے کچھ عہدہ کتابیں تصنیف کی تھیں۔

۱۸۔ قاضی نصیر الدین برہانپوری بہت عالم و فاضل تھا۔ ایک دن نواب عبدالرحیم خان خانان اُسکے باپ سراج الدین سے ملنے کو گیا۔ ملا شکر الدین صاحب فضل خان بھی ساتھ تھا۔ قاضی نصیر الدین کی جودت طبع اُسکو بہت پسند آئی اور اسی وسیلہ سے وہ ولی جا کر وزیر آصف خان کی معرفت ویرا فرما رہے ہیں گیا۔ جہاں گیارہ بادشاہ اُس سے لکھا کر لے اور چند روز بڑی عزت سے رکھا پھر قاضی اپنے وطن جا کر اسی رہیں مر گیا۔

بزرگ چشم تو میر غفرۃ العزیز است درون سینہ نشست اینچنانکہ دل میخواست
مرزاسے آسکو گلاب خانہ میں رکھا۔ اور ہر روز ایک سو بیت لکھنے کا حکم دیا۔
اس نے ایک دن ڈیڑھ ہزار بیت خاص و عام کے مجمع میں بخط تعلیق
لکھ کر لوگوں کا تعجب بڑھایا۔

۱۴۔ مولانا سلطان قلی امیر علی شیر وزیر سلطان حسین بایقرا کا مصاحب
تھا اور خط تعلیق بہت بے بدل لکھتا تھا۔ شاعر بھی تھا۔ چنانچہ یہ مطلع
اسکے اشعار سے ہے۔

گل در بہار از رنج گلگوں نوست چوں اشک من کہ از دل پرچوں بنوشت
۱۵۔ مولانا محمد قاسم سلطان قلی کے شاگردوں میں سے امیر علی شیر
کی سرکار میں تھا۔

۱۶۔ مولانا ہجراتی مشہور خوشنویسوں میں سے تھا اور شاعر بھی چنانچہ
یہ شعر اُسکا ہے۔

جفا و جور کہ آں سر و گلزار کند ز عشق او ناکم ترک گر ہزار کند
۱۷۔ حافظ خواجہ بہر وی۔ ہفت قلم تھا اور سلطان علی شیر کا ملازم۔ یہ
مطلع اسکی تصنیفات سے ہے۔

شکل ہلال ابرویت از چشم تر زلفت ماہی ز غیر بحر و می سوئے بر زلفت
یہ شعر ۹۲۴ھ میں فوت ہوا۔

۱۸۔ مولانا درویش محمد باغی تعلیق خوب لکھتا تھا اور ترکی زبان میں
بھی شعر کہتا تھا۔

۱۹۔ خواجہ عبدالعزیز وارید بیانی تخلص ساقی قلم میں استاد تھا۔ اسکی
تصنیف سے دیوان مولانا احباب تاریخ شاہی نظم منشیات اور شیریں غریب
ایک زمانہ میں مشہور تھیں۔ یہ شعر اُسکا ہے۔

فلک اے بخت یک استخوانم زیر دیوانش کہ غوغائی سگاں سازد ز حال من خبر داتش

چوں شیشہ ساعت اندپویشہ ہم دل ہامہ پرخبار و رواہ صاف
۲۷۔ ملا عوض و جیہ بلخ سے ہندوستان میں آیا اور عالمگیر کے عہد میں دہلی
تک پہنچی اور محتسب رہا۔

۲۸۔ قادر خان خجہ بعد از تخریب ملا عوض و جیہ کے عمر بہر محتسب رہا۔ اُسکو تسلیم
کورنش اور دوسری تکلیفیں نوکری کی معاف تھیں۔ کتاب فتاویٰ عالمگیری
اسی کے اہتمام سے اختتام کو پہنچی تھی۔

۲۹۔ قاضی عبدالوہاب پٹن بھارت کارہنے والا تھا۔ عالمگیر بادشاہ نے
اپنے اردوے معلیٰ کی قضا اُسکو دی تھی۔

۳۰۔ شیخ سلیمان نسیری ایام بادشاہزادگی سے عالمگیر بادشاہ کے پاس
رہتا تھا۔ دن میں تین دفعہ سنتینوں کو پیش کر کے انکی حقیقت عرض کرتا تھا
اُسکے متعلق عدالت محکمہ اردوے معلیٰ کی کارروائی تھی اور ڈاکچوکی اور
خفیہ نویسی کی خدمت علاوہ اسکے تھی۔

۳۱۔ شیخ عبدالعزیز اکبر آبادی بہت خان اور تاجا ورخان مولف مرآۃ العالم کے
وسیلہ سے عالمگیر کے حضور میں پہونچا خدمت عرض مکرر پر مامور ہوا۔ عربی
فارسی اور ہندی اشعار بہت اچھے کہتا تھا۔

۳۲۔ مولانا عبدالصمد خلف ملا عبدالحکیم سیالکوٹی اہل دولت سے کم ہونے
اور گوشہ نشینی میں باپ سے بڑا ہوا تھا۔ بادشاہ نے عہدہ صدارت تفویض
کر نیکے لئے اجیر میں بلایا۔ جب خواجہ تاجا ورخان نے یہ پیغام پہونچایا تو اُس نے
کہا کہ میری عمر ساٹھ برس کی ہوگئی یہ وقت نوکری چھوڑنے کا ہے نہ نوکری
کرتے گا۔ اسی اثناء میں رضوی خان صدر مرگیا۔ اور یہ عہدہ خلیج خان کو تفویض
ہوا۔ اور مولانا کو رخصت ملگئی۔ وہ ۱۰۹۲ھ میں مرا۔

۳۳۔ قاضی فیصل الرحمن جو بنوری بادشاہی لشکر کا محتسب تھا۔ چارم
حصہ کتاب فتاویٰ عالمگیری کا اُسکے اہتمام سے تمام ہوا ہے۔

لے گیا تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ خط نستعلیق اسی کا نکالنا ہوا ہے اور اسکا صحیح نام نسخ نستعلیق ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خط نستعلیق پہلے سے تھا۔ میر علی نے اسکو کمال پر پہنچایا ہے۔

۱۰۔ مولانا جعفر میر علی کا شاگرد میرزا شاہ رخ کے عہد سلطنت میں بڑا خوشنویس تھا۔

۱۱۔ میر عبدالحی ہفت قلم سلطان ابوسعید گورگانی کا میرثی تھا۔ نستعلیق اس سے بہتر کسی نے نہیں لکھا۔

۱۲۔ مولانا سیہی سلطان بابر بن بابینقر مرزا خلف مرزا شاہ رخ ولد انیر تیمور صاحبقران کے ندیوں میں سے تھا۔ اسکو شاعری اور خوشنویسی میں عجب کمال حاصل تھا۔ اس نے ایک دن میدان نیشاپور میں خاص و عام کے روبرو ہزار بیت بدیہ مرزا کی تریف میں تصنیف کر کے تمام شاعروں اور زود نویسوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ اسی طرح ایک دن ۱۳۰ مکتوب عمدہ عمدہ عبارت میں لکھے جنکو بیکر استادان فن خط و انشاء نے تحسین و آفرین کی۔ پھر ۹۲۵ھ میں جبکہ طبقات خاص و عام حاضر تھے دو ہزار بیت بہت لطیف اور فصیح خمسہ نظامی کی بحر میں کہے اور عمدہ خط نستعلیق میں لکھے اُس وقت گانا بھی ہو رہا تھا۔ اور نقارہ بھی بلند آوازہ تھا۔ و نوبت بھی بختی تھی لیکن اسکا خیال کسی طرف نہیں بڑا۔ ظہر اور عصر کی نماز حسب قاعدہ پڑھ گیا۔ اسواسطے یہ بیت اسکی مہر میں کھودی گئی۔

ایک روز بکھراج شاہ پانیزہ مرثیہ سیہی دو ہزار بیت گفت و نوشت

۱۳۔ مولانا معروف بغدادی۔ یہ بھی بڑا خطاط اور منشی تھا۔ سلطان جلالت سے رنجیدہ ہو کر عرش شجہ مرزا کے بیٹے سکینہ مرزا کے پاس آیا اور ایک قبیضہ سلمان سناؤ جی کے جواب میں مرزا کے نام پر لکھ کر گزارا جسکا مطلع یہ ہے۔

بیچ در سے ہزار علت بید روی نیست
دردنایا سپید و در نہ دواریختہ است

خط نسخ میں بادشاہزادہ محمد کام بخش کا استاد تھا۔

۳۶۔ آقا رشید شاگرد اور بہا نجامیر عماد کا تھا۔ شاہ جہان کے عہد میں
دار و مہند ہو کر ترقی کو پہنچا اور کبرس میں عالمگیر بادشاہ کا لطف و کرم
شامل حال اسکے رہا۔

۳۷۔ ملا محمد مشہدی نے تعلیق میں آقا رشید کا شاگرد تھا اور رفعت قلم
میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ اُس نے شاہ نامہ شاہ جہان بادشاہ کا بہت
خوب لکھا تھا اور اس کا صلہ بھی اُس کو خوب ملا تھا۔

۳۸۔ اعجاز خان مخاطب بہ اشرف خان عالمگیر بادشاہ کا خاندان تھا
اور خوشنویسی میں کامل۔ اُس نے منشوی مولوی معنوی کا انتخاب کیا تھا
۳۹۔ کفایت خان ولد رفیع خان عالمگیر بادشاہ کے وزیروں میں سے تھا
اور خط تعلیق کو بہت بے بدل لکھتا تھا۔

۴۰۔ میر سید علی خان محمد مقیم کا بیٹا ایام شاہزادگی میں عالمگیر بادشاہ
کو تعلیم خط کی دیتا تھا۔ اور اُسی عہد میں منصب پزیری اور کتب خانہ کی
دار و غلی سے ممتاز ہوا۔ اخیر کو سودا زدگی سے سٹ۔ جلوس عالمگیری
میں ہنستے ہنستے بیہوش ہو کر مر گیا۔ شری کہتا تھا۔ چنانچہ یہ ایک
ازا بجلہ ہے۔

من نہ آن بزم کہ خاشاک ز من بیندیاں خارا از آتش ہم بیودہ و اماں مے کشند
۴۱۔ سعید امیر نسخ لکھنے میں کسی کا بھی شاگرد نہ تھا۔ اور امیران و نوایان پر
بہ خوشنویسی مشہور۔ ہندوستان میں آیا اور قرآن و کتابوں کے لکھنے پر
عالمگیر بادشاہ کی سرکار میں ملازم رہا۔ ملا نویسی میں کینا تھا۔

۴۲۔ میر محمد باقر ایرانی تھا۔ اور تعلیق لکھنے میں نادر العصر شری پری تھا۔

۲۰۔ خواجہ محمد مومن خواجہ عبداللہ کابلیا ہی سائنس قلم خوب لکھتا تھا۔
شاہ ظہار سپ صفوی سے آڑوہ ہو کر ہندوستان میں آیا اور شہرہ میں
فوت ہوا۔ اس نے ایک غزل ہندوستان کو روانہ ہوتے وقت کی تھی

جس کا مطلع یہ ہے۔

بسکہ گردوں پہچو خود میخیزت سرگراں عاقبت کرد از غمت سرگشتہ دوراں مرا
۲۱۔ مولانا میر علی سادات ہرات سے تھا اور خوشنویسی میں اپنے
استاد سلطان علی سے فوق لیگیا تھا۔ مگر اسکی خوش قسمتی کا حال اُسکے

یہ شعر ظاہر کرتے ہیں۔

عمرے از مشق دو تا بود قدم بچوں خاک ہا کہ خط من بے چارہ بدیں قانون شد
طالب من بہد شاہان جہان نہ مرا۔ در بخارا جگر از بہر عبثت خول شد
سوخت از غصہ و روغم چہ کم چول زم کہ مرانیت ازین شہرہ بیرون شد
ایں بلا بر سرم از حسن خط آمد امروز
وہ کہ خط سلسلہ پاکے من مجنوں شد

۲۲۔ میر دوری نام سلطان بایزید کبریا دشاہ کا ملازم تھا اور کتاب الملکی
کے خطاب سے معزز۔ یہ شعر اُسکا ہے۔

کہ در درون جانی کہ در دل حزینی اد شوخی کہ در ری کیجانی نشینی
۲۳۔ اشرف خان میرنشی اکبر شاہی ہفت قلم اور فن شعر و انشا میں
عالم تھا۔ یہ شعر اُسکے نتیجہ فکر سے ہیں۔

یار تو مرا باتش قہر مسوز در خانہ دل چراغ ایمان افروز
ابن کسوت زندگی کہ دنیا پر جیم از لہ کرم برشتہ عفو بدوز
۲۴۔ ملا عبدالباقی تبریزی ہفت قلم خوشنویس شاہ عباس ماضی کے
عہد میں تھا۔

۲۵۔ مولانا محمد حسین زرین رقم کشمیری خط نستعلیق میں یدِ رفیع لکھتا تھا

ہر ایک کو فائدہ پہنچاتا تھا۔ ہشتی خوشحالچند عرف خوشحالی رام نے اُسکے
اخلاق اور اشتقاق کی تالیف اپنی کتاب تواریخ محمد شاہی میں
بہت کچھ لکھی ہے۔

۲۔ افراسیاب خان۔ اسم باہمی تھا کہ زور و قوت میں اپنا عدیل
و نظیر نہیں رکھتا تھا۔ ایک دن ہاتھی سواری کے واسطے بٹھایا تھا۔
اُس نے اپنا سیدہ پاؤں اُسکے گھٹنے پر رکھ کر فیلیان سے کہا کہ ہاتھی
کو اٹھا۔ اُس نے ہر جہد کوشش کی مگر ہاتھی نہ اٹھ سکا۔ فرخ سیر بادشاہ
نے ایام صوبہ داری عظیم آباد میں اُس سے کشتی کا علم سیکھا تھا۔

تمام

۲۵۲۹

منزلت زیادہ کی۔ وہ اثنائے میں مرا۔ یہ شعر اُسکا کہا ہوا ہے۔
 نظر بہ بیکسی ام کن کہ قطرہ آبے بکام من ندید کس بغیر چشم ترم
 ۳۰۔ میر محمد عشی۔ کشفی کا بھائی تھا۔ اُس نے چند قطعات بغیر خط ملا
 میر علی کے اُسکے لیم سے لکھ کر شاہ شجاع کو دکھلائے شاہ نے ملا کے
 لکھے ہوئے خیال کے ایک ہزار روپے انعام دئے۔ اور جب میر نے ظاہر
 کیا کہ یہ میر کے ہی لکھے ہیں تو بہت پسند کئے اور ایک ہزار روپیہ اور عنایت
 فرمائے۔ میر شاہزادہ سلیمان فکودہ کو تعلیم دیتا تھا۔ اثنائے میں ۹۰ برس کا
 ہو کر مرا۔ یہ شعر اُسکے ہیں۔

کشاد غنچہ اگر از لیم گلزار است کلید قفل دل ماتم بہار است
 بنیاد چشم ترم با جمال خمیش بہیں کہ سچو آئینہ آب راست گفتار است
 ۳۱۔ میر محمد شریف نستعلیق خوب لکھتا تھا۔ اُسکو جہانگیر بادشاہ نے
 کاتب السلطان خطاب دیا تھا۔

۳۲۔ میرزا محمد حسین کشمیری شکستہ خوب لکھتا تھا۔ اصل میں صفائی
 تھا۔ اُسکا باپ مرزا شکر اللہ شاہ ظہار آپ صفوی کے عہد میں مستوفی الملک
 اور شاہ اسماعیل ثانی کے زمانہ میں اعتماد الدولہ تھا۔ اور نستعلیق خوب لکھتا تھا
 ۳۳۔ نہور خان جہانگیر اور شاہ جہان کے امیروں میں سے تھا۔ خطاطی
 یعنی موٹا خوب لکھتا تھا۔

۳۴۔ امامت خان علامی۔ فضل خان کا بھائی نسخ لکھنے میں صاحب کمال
 تھا۔ رونقہ تاج گنج میں مغیرہ ممتاز الزمانی بیگم کے گنبد کا کتبہ اُسی کا
 لکھا ہوا ہے۔ اثنائے میں شاہ جہان بادشاہ نے اُسکو بہت انعام
 دیا تھا۔

۳۵۔ محمد نصیر ملت و نسخ و رقاع خوب لکھتا تھا۔ اور نستعلیق بھی۔ اور
 شاعری بھی کرتا تھا۔ چنانچہ یہ ایک شعر اُسکا ہے۔

قیمت منہ محصول ڈاک

پیشگی اخبار لاہور

اڑھائی روپے سالانہ

ہمیں ہر ہفتہ ملک کے تمام ضروری حالات پر اعلیٰ درجہ کی نئی کی جاتی ہر اور انگریزی عربی ترکی وغیرہ اخبار کے مضامین ترجمہ ہو کر راج ہوا کرتے ہیں ان میں کو بانی تمام اردو اخبارات کو زیادہ تر تازہ خبریں بہم پہنچانے کا فیصلہ ہر وجہ اپنی نہایت ارزانی قیمت اور ہر دفعہ مزید ایسی کہ چند دنوں بھر کے تمام اردو اخبارات سے زیادہ چھپنے والا ہے قیمت منہ محصول ڈاک فقط اڑھائی روپے دیگر پیشگی قیمت کی وصولی پر تین نوکرتا میں ہر ایک خریدار کو محنت ملتی ہے۔

۱۸۶۹

قیمت منہ محصول ڈاک

انتخابی جواب

چار روپے سالانہ

دنیک کے تمام نہایت دلچسپ اخباروں پیچیدہ کتابوں اور تحفوں کا عطر مجھو جس میں ہزار ایسے قیمتی علمی اور علمی مضامین مل بہلاؤ اور تعلیم کے لئے دیر ہوئے ہیں کہ جو اور کئی ریہ و سوزن میں مل نہیں سکتے سنہ ۱۲۸۰ میں گئی زبان میں اس قسم کی کوئی کتاب یا رسالہ نہیں چھپا اور زبان میں کی نظر و ناظرین میں کئی قسم کے ان تمام تعلیم ہوتے ہیں اور نامہ نگاروں کو معاوضہ دیا جاتا ہے یہ قدرہ اشاعت ۲۴ صفحہ کلاں قیمت منہ محصول ڈاک چار روپے سالانہ

روزانہ پیشگی اخبار

قیمت منہ محصول ڈاک

پندرہ روپے سالانہ

روزانہ روز ہمارا روز قریب تعلیمت عمدہ اخبار اور روزہ ترین خبریں بتا رہے ہر روز علاوہ دیگر تصامیم کے ایک نہایت دلکش کارڈ اور ہر تازہ جو کسی ذرا نہ اخبار میں نہیں ہوتا۔ قیمت سالانہ پندرہ روپے ماہوار سواروپہ۔

قیمت منہ محصول ڈاک

بچوں کا اخبار

دو روپے چھ آسنے

انگلستان اور دیگر ممالک میں کم از کم ایک سو اخبار بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق شائع ہوتے ہوئے ہر نئے بچہ کو زبان میں تمام ہر ممالک میں ایسا ایک اخبار یا رسالہ بھی شائع نہیں ہوتا۔ اس کی کو بدرا کر نے کیلئے بچوں کا اخبار بڑی بات کے ساتھ کارخانہ پیشہ اخبار سے ماہوار شائع ہونا شروع ہوا ہے اور اسے ملک کے تمام اخبارات اور اہل الرائے لوگوں اور محکمہ تعلیم کے اکثر افسروں نے بچوں کے اخلاق اور ادب اور تعلیم تربیت کے لئے نہایت مفید تسلیم کیا ہے کوئی بال بچہ والا گھر اس سے خالی ہے قیمت سالانہ منہ محصول ڈاک دیکھو (روزانہ سستوں کا پتہ پیشگی اخبار لاہور)

اور تخلص آگاہ دل کرتا تھا۔ یہ ایک شعر اُس کے اُتھا ہے۔
 مایہ رعیش دو عالم دل پُر درویش است واز بد و نیک جہاں یک نفس سریش
 سولہ۔ حاجی عبداللہ ثلث در قاع خوب لکھتا تھا۔ اور زود نویس پرلے
 سرے کا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ اُس نے لاہور سے دہلی کو آتے آتے پندرہ
 دن میں ایک قرآن بہت ناور تحفہ لکھ کر شاہزادہ محمد معظم کے ہند کر کیا۔
 ۱۶۔ میان عزیز خاں افغان آزاد منش اور درویش مشرب شخص تھا
 لالہ خوشحالی رام مصنف تواریخ محمد شاہی نے لکھا ہے کہ میں نے گیارہ برس
 تک اُنکی خدمت سے فیض اُٹھایا۔ اور وہ اس وقت کہ ۱۱۵۶ھ میں
 کبھی کسی دو ہمتند کے ملازم نہ ہوئے۔ غریبوں اور کایتوں کے لڑکوں کی
 تربیت میں مشغول ہیں اور تخلیق باوجود کبر سن کے بہت خوب
 اور پاکیزہ لکھتے ہیں۔

فصل پنجم در ذکر چندے ازامے بانگ و نام

۱۔ سیدالذرخان۔ فرخ بیہ کے عہد میں دو ہزاری منصب رکھتا تھا
 ہندی خانہ اور غلخانہ کی وار و ٹکی اور مشرقی اُسکے علاوہ تھی۔ باوجود
 امیری کے عرویشا نہ گذرتا تھا۔ ہندی زبان میں بھی بڑا رابطہ تھا۔ چنانچہ
 کتاب رشتک پر باندہ سر لنگار اور ست سئی وغیرہ بڑے شوق سے
 پڑھتا تھا۔ اور کافی کشمیر کے پنڈتوں کو ملازم رکھ کر اُن سے بھی پڑھاتا
 تھا۔ لہذا اگر دوس کو لو کر رکھ کر خود سبق پڑھاتا تھا۔ صبح سے آدھی رات
 تک اُسکا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ چوبدار اور دربان کسی کو نہیں روکتے
 تھے۔ ہر قسم کا بیمار اور مریض رو بردار کر اپنا حال کہتا تھا وہ صرف اُنکی
 نام پوچھ کر اپنے دوامی خانہ میں سے دوا می دے دیتا تھا۔ اُسکی نیکیتی

قطعہ تاریخ طبع رسالہ دلپذیر خاص و عام تذکرہ اکابر اسلام
از بیچہ افکار فخر روزگار ماسرشتی رائے کچھی نرائن صاحب
عارف المتخلص نے آذر مصنف مثنوی گلزار نصیحت و جنرل
سکری و قنبر بہاوت گیتا منظوم و بے زبانی لائبریری جوڈھپور (راجستھان)

وہو ہڈل

چھپا خوب یہ باکمالوں کا حال مولف بھی جسکے ہیں صاحب کمال
قلم کر کے پائے عدد سال طبع کر آذر رقم تذکرہ۔ بمبتال ۱۹۰۲ء

سحرچند از مولانا محمد غید الحی صاحب بنحو و تخلص اسٹنٹ صاحب طراح مارواڑ

مخدومی و معظلی

تذکرہ اکابر اسلام میں نے دیکھ لیا خوب ہی اختصار کے ساتھ آپ نے مشاہیر زمانہ
کے حالات تحریر فرمائے ہیں۔ میں بحیثیت ایک مسلمان کے دل سے
شکریہ ادا کرتا ہوں اور بحیثیت ایک نیاز مند کے بے نقص اسکا
مداح ہوں۔ والتسلیم۔ فقط۔

نیاز مند محمد عبدالحی عفی عنہ